رسائل و مسائل

جلد بازی اور نیکی میں سبقت: ایک اُلجھن

سوال: دو مقولے ہیں جنھیں ہم عام طور پر لوگوں کی زبانوں سے سنتے ہیں اور وہ دونوں مقولے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ پہلا مقولہ یہ ہے کہ 'جلد بازی شیطان کا کام ہے' اور دوسرا یہ کہ 'سب سے بھلی نیکی وہ ہے، جو جلد کرلی جائے'۔ کیا یہ دونوں مقولے حدیث نبویؐ ہیں؟ اگر ہیں تو ان دونوں کے درمیان مطابقت کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اگر حدیث نہیں ہیں تو ان میں صحیح کون سا ہے؟

جواب: پہلا مقولہ تو ایک حدیث نبویؐ کا جزو ہے۔ پوری حدیث یوں ہے:

اَلْأَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ، ٹھیر ٹھیر کر عمدگی سے کام کرنا اللہ کی صفت ہے اور جلد بازی شیطان کی صفت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جلد بازی کو ہر زمانے میں اور ہر قوم نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس کے برعکس ٹھیر ٹھیر کر خوش اسلوبی کے ساتھ کام نمٹانے کی تعریف ہر زمانے کے ذی شعور لوگوں نے کی ہے۔ اس مفہوم کا حامل ایک مشہور مقولہ ہے:

فِی التَّأَنِّیْ اَلسَّلَامَۃَ وَفِی الْعُجْلَۃِ اَلنِّدَامَۃَ، سوچ بچار کر ٹھیر ٹھیر کر کام کرنے میں سلامتی ہے اور جلد بازی میں ندامت ہے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ جلد بازی کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جلد بازی میں جو فیصلہ کیا جاتا ہے اس میں ہلکا پن، غصہ اور طیش شامل ہوتا ہے جو بندے کو وقار، بُردباری اور ثابت قدمی سے دُور کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے نتائج اکثر و بیش تر بُرے ہی ہوتے ہیں۔

ایک حدیث نبویؐ ہے: یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ ''بندے کی دعا قبول ہوتی ہے، اگر وہ جلدی نہ مچائے''۔

رہا دوسرا مقولہ تو وہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ البتہ حضرت عباسؓ سے اسی مفہوم کا قول مروی ہے، آپؓ نے فرمایا کہ: لَا یُتَمَّمُ الْمَعْرُوْفُ اِلَّا بِتَعْجِیْلِہٖ ''بھلا کام اُسی وقت پورا ہوتا ہے جب اسے جلد از جلد کرلیا جائے''۔

اس قول میں بھلائی کے کام کو جلد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنا اور اس کی طرف تیزی سے لپکنا ایک پسندیدہ اور قابلِ تعریف صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے:

اُولٰٓئِکَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَo (المومنون ۲۳:۶۱) یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ (البقرہ ۲:۱۴۸) بھلائیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔

چنانچہ یہ دوسرا مقولہ اپنے معنٰی و مفہوم کے اعتبار سے بالکل درست ہے۔ اگرچہ یہ حدیث نہیں ہے اور اس مقولے اور مذکورہ حدیث کے درمیان معنٰی و مفہوم کے اعتبار سے کوئی تناقض بھی نہیں ہے کہ مطابقت کی ضرورت ہو۔

علماے کرام نے ٹھیر ٹھیر کر کام کرنے کو قابلِ تعریف اور جلد بازی کو قابلِ مذمت تین شرطوں کے ساتھ ٹھیرایا ہے:

۱- پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کام جس کا کرنا مقصود ہو، اگر اطاعتِ الٰہی اور بھلائی اور نیکی کے دائرے میں آتا ہے، تو اس میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنا اور اس میں جلد بازی کرنا، نہ صرف قابلِ تعریف ہے بلکہ یہی مطلوب و مقصود ہے۔ نبی اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو ہدایت کی تھی کہ: ''اے علیؓ! تم تین چیزوں میں کبھی تاخیر نہ کرنا۔ نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب سامنے لاکر رکھ دیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح جب اس کا بَر مل جائے''۔

مشہور عالمِ دین ابوالعیناء کو کسی نے جلد بازی سے منع کیا تو آپؒ نے جواب دیا کہ اگر

ایسی ہی بات ہے تو حضرت موسٰیؑ کبھی اللہ سے یہ نہ کہتے کہ: وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ٥ (طٰہٰ ۲۰:۸۴) ''اور اے رب، میں تیرے پاس جلدی چلا آیا تا کہ تو راضی ہو جائے''۔

۲- وہ جلد بازی قابلِ مذمت ہے، جو بغیر غور وفکر اور تدبر کے ہو۔ کسی کام میں غور وفکر اور مشورہ کر لینے کے بعد اس میں ٹال مٹول سے کام لینا کوئی تعریف کی بات نہیں۔ یہ تو سُستی اور کاہلی کی علامت ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ (اٰل عمرٰن ۳:۱۵۹) اور دین کے کام میں ان کو بھی شریکِ مشورہ رکھو۔ پھر جب تمھارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسا کرو۔

۳- ٹھیر ٹھیر کر کام کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اتنی تاخیر کر دے کہ مقصد ہی فوت ہو جائے یا مطلوبہ کام کا وقت ہی نکل جائے۔ اس لیے کہ وقت نکل جانے کے بعد کفِ افسوس ملنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ (ڈاکٹر یوسف قرضاوی، فتاویٰ یوسف القرضاوی، ترجمہ: سید زاہد اصغر فلاحی، اوّل، ص ۵۵-۶۰، دسمبر ۱۹۹۸ء)

انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود تنگ دستی کیوں؟

س: ایک صحیح حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہر دن جب سورج طلوع ہوتا ہے تو دو فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو برکت و فضل عطا فرما اور بخل کرنے والوں کو بربادی۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس دنیوی زندگی میں عملی طور پر بہت سے ایسے افراد ملیں گے، جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی تنگ دامانی نہیں جاتی اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں اور دادِ عیش دے رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

ج: آپ نے جس حدیث کا مفہوم پیش کیا، وہ ایک صحیح حدیث کا مفہوم ہے اور بخاری و مسلم میں اس طرح موجود ہے: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن جب شروع ہوتا ہے تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک دعا